سوال

(46) رفع الیدین اور بلند آواز سے آمین کہنے سے مذہب امام اعظم سے خارج ہوگا یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں رفع یدین کرنا اور تینوں جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنا درست ہے یا نہیں اور جو شخص ان دونوں پر عمل کرے وہ امام اعظم کے مذہب سے باہر ہو جاتا ہے۔ یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے کیوں کہ مختلف اوقات میں رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں طرفین کے دلائل بیان کر کے لکھا ہے کہ دونوں طریقوں کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے مولانا عبد العلی لکھنوی ارکان اربعہ میں طرفین کے دلائل لکھ کر فرماتے ہیں اگر نہ کرے تو بہتر ہے اور اگر کرلے تو کوئی حرج نہیں لکن اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو بہت سے صحابہ کرام سے رفع یدین کرنا ثابت ہے چنانچہ عراقی نے شرح تقریب میں اور مولوی سلام اللہ حنفی نے شرح موطا میں پنجاہ صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے۔

سیوطیؒ نے تیئس صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے اور مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے سفر السعادت میں لکھا ہے کہ مرفوع احادیث اور آثار و اخبار رفع یدین کے متعلق اکٹھے کئے جائیں تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے اور رفع یدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔

اعلم انه قد روی الرفع عند الرکوع والرفع منه غیر ابن عمر و وائل بن حجر و مالک بن الحریرت عند الشیخین و ابو ہریرة و علی و ابو حمید الساعدی و ابن عباس عند ابی داوٗد و انس و جابر و صھیب عند ابن ماجه و البیہقی و ابو موسیٰ عند الدار قطنی و ابو سعید و سھل بن سعد و محمد بن صھیب عند ابن ماجه و البیہقی و ابو موسیٰ عند الدار قطنی ابو سعید و سھل بن سعد و محمد بن مسلمة و ابو قتادة و ابو موسیٰ الاشعری و عمرو اللیثی کما ذکر الترمذی قال الشافعی فی الام یروی ذلک عنه صلی اللہ علیه وسلم اربعة عشر من الصحابة و یروی عن اصحابه صلی اللہ علیه وسلم من غیر وجه و ذکر البخاری انه رواه ستة عشر رجلا من الصحابة و ذکر الحاکم ممن رواه العشرة المبشرة و ذکر الولی العراقی انه تتبع من رواه من الصحابة فبلغوا خمسین رجلا فروی عبد الرزاق عن ابی حمزة مولی بنی اسد قال رایت ابن عباس اذا افتتح الصلٰوة یرفع یدیه واذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع و روی ابن ابی شیبة عن عطاء قال رأیت ابا سعید الخدری و ابن عباس و ابن الزبیر یرفعون ایدیھم اذا افتتحوا الصلٰوة و حین رکعوا بعد ما رفعوا و عن اشعث کان الحسن یفعله و عن ابن سیرین انه کن یرفع و ذکر الترمذی ممن یقول بالرفع جابر و جانس و ابو ھریرة و عطاء و طاوٗس و مجاھد و نافع و سالم و سعید بن جبیر و به قال الشافعی و احمد و اسحق و المحدثون و قال الامام ابو حنیفة لا یرفع الا فی تکبیرة الاحرام و ھو روایة ابن القاسم والشافعی عن مالکؒ قال ابن دقیق العید ھو المشھور عند اصحاب مالک والمعول به عند المتاخرین و احتجوا بما روا ابو داوٗد و الترمذی من طریق وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلٰوة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و صلی ولم یرفع یدیه الا مرة واحدة مع تکبیرة الافتتاح قال ابو داوٗد و ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل لیس ھو بصحیح علی ذلک اللفظ قال الحافظ ابن حجر فی تخریج الرافعی قال ابن

المبارک لم ثبت عندی و ضعفه احمد تیخ یحییٰ بن دم و البخاری و ابو داوٗد ابو حاتم و الدار قطنی والدارمی و الحمید الکبیر و البیهقی وقال ابن حبان هذا احسن خبر روی لاهل الکوفة و هوفی الحقیقة اضعف شئ یقول علیه لان له علة توهنه ووقع فی الخلاصة للنوی حکایة الاتفاق علی تضعیف هذا الحدیث انتهی وقال ابن القطان هو عندی صحیح ولایقول ثم لایعود فقد قالواان وکیعا کان یقول من قبل نفسه وکذا قال الدار قطنی انه صحیح الاهذه اللفظة و ذکره الحافظ فی تخریج الهدایة لکنه قال الترمذی انه حسن و به یقول غیره واحد من اصحابه صلی الله علیه وسلم و صححه ابن حزم ذکره الزرکشی فی تخریج الرافعی فغایة مافی الباب بثبوت الرفع و عدمه کلاهما عنه و هی انما یدل علی نفی وجوب الرفع لاعلی عدم مذهبه و ترک ابن عمر للرفع لایفید نسخ الندب قال البیهقی وقد یمکن الجمع بینهما ان ماراٰه ثابتا بانه غفل عنه فلم یره و غیره رآه و غفل عنه ابن عمر فلم یفعله مرة او مرات اذ کان یجوز ترکه ففعله یدل علی انه سنة و ترکه یدل علی انه لیس بواجب محلی فنقول وردت فی الرفع المذکور ارجع مائة خبر بین مرفوع و اثر علی ما قال مجد الدین فیروزاٰبادی فی السفر فالحدیث متواتر معنی رواه خمسون من الصحابة فیهم العشرة المبشرة علی ما قاله العراقی فی شرح التقریب و عده السیوطی رحمه الله تعالیٰ من جملة الاحادیث المتواترة فی کتابه المسمی بالازهار المتناثره فی اخبار المتواتره و نسبه الی روایة ثلاثة و عشرین من الصحابة فقال حدیث رفع الیدین فی الاحرام والرکوع و الاعتدال اخرجه الشیخان عن ابن عمر و مالک بن الحویرث و مسلم یعنی فی افراده عن وائل بن حجر ولاربع فی اصحاب السنن الاربعة عن علی و ابوداوٗد یعنی فی افراده عن سهل بن سعد و ابن الزبیر و ابن عباس و محمد بن مسلمة و ابی اسید و ابی حمید و ابی قتادة و ابی هریرة و ابن ماجة یعنی فی افراده عن انس و جابر بن عبدالله و عمر واللیثی و احمد عن الحکم بن عمیر و الاعرابی و البیهقی عن ابی بکر الصدیق و البراء والدار قطنی عن عمر بن الخطاب و ابی موسیٰ الاشعری و الطبرانی عن عقبة بن عامور و معاذ بن جبل انتهی کلامه ثم استمر علیه دابه صلی الله علیه وسلم حتی فارق الدنیا و هو فی زیادة البیهقی علی الحدیث المتفق علیه عن الزهری عن سالم عن ابن عمرؓ فما زالت تلک صلوٰته حتی نقی الله تعالیٰ قال ابن المدینی فی حدیث الزهری عن سالم عن ابیه هذا الحدیث عندی حجة علی الخلق و کل من سمعه فعلیه ان یعمل به لانه لیس فی اسناده شئ حکاه الحافظ فی تخریج احادیث الرافعی و لکونه لم ینسخ بعد صحته و تواتره و روایته عن جم غفیر من الصحابة کان معمولاً فی الصحابة بعد النبی صلی الله علیه وسلم کذا فی دراسات اللبیب فی الاسوة بالحبیب للعلامة معین الدین السندی۔

ترجمہ: رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ مالک بن حویرث ابو ہریرہؓ علیؓ ابو حمید ساعدیؓ ابن عباسؓ انسؓ جابرؓ صہیبؓ ابو موسیؓ ابو سعید سہل بن سعدؓ محمد بن مسلمہؓ ابو قتادہ ابو موسیٰ اشعریؓ عمرو لیثیؓ وغیرہ صحابہ سے حدیث کی مختلف کتابوں میں منقول ہے۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں چودہ صحابہ سے رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں۔ امام بخاری نے رفع یدین کو سولہ صحابہؓ سے روایت کیا ہے، حاکم کہتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جس کو عشرہ بشرہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ولی عراقی کہتے ہیں کہ میں نے تتبع کیا تو مجھ پچاس صحابہ رفع یدین کی روایت نقل کرنے والے ملے، ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ عطاء کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابو سعید خدری، ابن عباس اور ابن زبیر کو رفع یدین کرتے دیکھا، امام حسن اور ابن زبیر رفع یدین کرتے تھے امام ترمذی، احمد، اسحاق اور تمام اہل حدیث رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ اور مالک کی ایک روایت رفع یدین نہ کرنے کے متعلق ہے اور دلیل میں ابن مسعودؓ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی اور تکبیر تحریمہ کے سوا اور کسی جگہ رفع یدین نہ کی، ابو دائود نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ امام احمد یحییٰ بن آدم، امام بخاری، ابو دائود، ابو حاتم، دار قطنی، دارمی، حمیدی، بیہقی، ابن حبان سب نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ امام نووی نے کہا اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے ابن قطاننے کہا ''ثم لایعود'' (پھر نہ کرتے) کے الفاظ وکیع نے اپنی طرف سے کہے ہیں۔ دار قطنی نے کہا یہ لف ظ لایعود صحیح نہیں ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں، کچھ صحابہ سے رفع یدین نہ کرنا بھی ثابت ہے۔ ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن۔ قصہ مختصر رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہے اس اختلاف سے وجوب کی نفی تو ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کی عدم سنیت ثابت نہیں ہوتی اور عبداللہ بن عمر کا رفع یدین نہ کرنا اس کے مستحب ہونے کے منافی نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ابن عمر نے کبھی خیال نہ کیا ہو، تو استمرار رفع یدین سے انہوں نے انکار کیا ہو اور اس سے زیادہ سے زیادہ نفی وجوب رفع تو ثابت ہو سکتی ہے عدم سنت نہیں، رفعیدین تو ثابت ہو سکتی ہے عدم سنت نہیں، رفعیدین کے اثبات کی مندرجہ بالا تقریر سے بخوبی واجب ہو گیا کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ فیروز آبادی کے قول کے مطابق چار سو حدیثیں، آثار و اخبار اس کے ثبوت میں موجود ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری زندگی تک فع یدین کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت ابن عمر سے حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت تک آپ کی نماز رفع یدین سے ہوتی رہی، عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک ہر اس آدمی پر حجت ہے جو اس کو سنے، رفع الیدین اپنی صحت اور تواتر اور جم غفیر سے روایت کے بعد منسوخ نہیں ہوتی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہ صحابہ اور تابعین کا معمول رہی ہے۔ جیسا کہ معین الدین سندھی نے دراسات اللبیص بیان کیا ہے۔ اور اگر اس کی زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو مولانا اسماعیل دہلوی کی کتاب تنویر العینین ملاحظہ فرماویں۔ آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔

اور ایک دو مسائل میں امام صاحب کے وقل کو چھوڑ کر دوسرے اقوال پر عمل کر لینے سے کوئی آدمی ان کے مذہب سے خارج نہیں ہو جاتا، چنانچہ اس مسئلہ کی پوری تحقی معیار الحق میں موجود ہے۔ اس کو ملاحظہ کر کے تسلی کریں۔

واگر تحقیق زیادہ ترازین در ثبوت رفعیدین منظور باشد، پس در تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین کہ یکے از مصنفات نفیسہ جناب مولانا محمد اسماعیل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ است نظر کند کہ حق حقیق بروظاہر شوداز عمل کردن بریک دو مسئلہ خلاف مذہب حنفی ازمذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بقول ہمیں امام عالی مقام بیرون نہ خواہد بود، چنانچہ تحقیق این مسئلہ در معیارالحق بوجہ بسط مذکوراست، ہر کرا شک وشبہ باشد، درمعیارالحق بیندتا تشفی خاطرش بخوبی شود۔ وما علینا الا البلاغ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروایا اولی الالباب۔

جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ دلیل جمہوراور اکثر علماء کی اوپر جہر کرنے آمین کے حدیث ابوہریرہؓ کی ہے جوکہ ابوداؤدوغیرہ نے نقل کی : عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاقرأغیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین ورفع بھا صوتہ رواہ ابو داوٗد عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاتلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول رواہ ابوداؤدو عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذافرغ من القرآام القراٰن رفع صوتہ وقال اٰمین رواہ الدار قطنی وحسنہ والحاکم وصححہ ذکرابن حجر العسقلانی فی بلوغ المرام وقال الحاکم اسنادہ صحیح علی شرطھما وقال البیھقی حسن صحیح وحدیث وائل اخرجوہ من طریق الثوری بلفظ صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قال ولا الضالین قال اٰمین ومد بھا صوتہ رواہ ایضا ابن ماجۃ من طریق اخری عنہ بلفظ قال اٰمین فسمعناھا منہ ورواہ احمد والدار قطنی من ھذہ الطریق بلفظ مد بھا صتہ کذاقال شارح بلوغ المرام القاضی حسن بن محمد بن سعید بن عیسی المغربی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وعن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأغیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین ومد بھا صوتہ رواہ الترمذی و عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاقال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین قال اٰمین حتی یسمعھا اھل الصف الاول فیرتج بھا المسجد رواہ ابن ماجۃ وعن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاقال ولا الضالین قال اٰمین رواہ ابن ماجۃ وعن عبدالجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قال ولا الضالین قال اٰمین سمعناھا منہ وعن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ماحسد تکم الیھود علی شیٔ ماحسد تکم علی السلام والتامین وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماحسد تکم الیھود علی شیٔ ما حسد تکم علی اٰمین فاکثروامن قول اٰمین رواہ ابن ماجۃ اور مقتدی کے حق میں فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اذاامن الامام فامنوافانہ من وافق تاینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الترمذی وابوداؤدوالبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ۔

دوسرے سوال کا جواب ی ہ ہے کہ جمہور اکثر علماء کے نزدیک آمین بالجہر کہنا سنت ہے اوران کے دلائل حسب ذیل ہیں، وائل بن حجر کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آپ جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے جس کو پہلی صف والے سن لیتے، ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب آپ الحمد کی قرأت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے، اس کی سند بخاری مسلم کی شرائط پر ہے، وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی توجب آپ نے ولا الضالین کہا تو بلند آواز سے آمین کہی، دوسری حدیث میں ہے کہ ہم نے آپ کی آمین سنی، وائل بن حجرؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ولا الضالین کے بعد آمین بلند آواز اور مد کے ساتھ کہی ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے ولا الضالین کہا تو اتنی آمین کہی، کہ پہلی صف والوں نے سن لی، پھر صحابہ کی آمین سے مسجد گونج اٹھی، حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے، ابن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ولا الضالین کے بعد آپ کی آمین سنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا حسد ہووی تمہاری آمین اور سلام پر کرتے ہیں اتنا اور کسی یز پر نہیں کرتے سوتم آمین بلند آواز سے کہا کرو اور فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوجائے اس کے پہلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے آمین کہتے تھے تو ہمیں بھی بلند آواز سے کہنا چاہیے کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے، جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسی ہی نماز تم بھی پڑھا کرو، اکثر علماء نے کہا آمین بلند آواز سے کہنا چاہیے، مولانا عبدالعلی ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں آمین آہستہ کہنے کے بارے میں صرف ایک حدیث ہے۔ اور وہ بھی ضعیف ہے۔ آہستہ آمین کہنا ہمارا مسلک ہے مگراس کے متعلق علقمہ بن وائل کی حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے اوروہ حدیث ضعیف ہے لیکن معاملہ آسان ہے آمین کہنا سنت ہے اور آہستہ یا بلند کہنا مستحب ہے مولانا اسماعیل تنویر العینین میں فرماتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے سے بلند آواز سے کہنا بہتر ہے۔

پس مقتدی کو چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرے یعنی جس طرح سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین پکار کر کہتے تھے اسی طرح مقتدی بھی پکار کر کہے کہ اقتداء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جاوے کیوں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صلوا کما رأیتمونی اصلی (ترمہ) یعنی پڑھو نماز جیسا کہ مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا تم نے۔ قال الاکثرون یجھر بالتامین کذاقال النووی وغیرہ من المحدثین مولانا عبدالعلی حنفی وارکان اربعہ می فرمایند کہ درباب آہستہ گفتن آمین، ہیچ واردنہ شدہ مگر حدیث ضعیف اماتامین الامام و الماموم فلما روی مسلم عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاامن الامام فامنوفانہ من وافق تاینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ واما الاسرار بالتامین فھومذھبنا ولم یرو فیہ الامارو ی الحاکم عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بلغ ولا الضالین قال اٰمین واخفی بھا صوتہ وھو ضعیف وقد بین فی فتح القدیر وجہ ضعفہ لکن الامر فیہ سھل فان السنۃ التامین اما الجھر والاخفا فندب کذافی الارکان الاربعہ۔

حاصل کلام کا یہ ہے کہ تامین بالجہر نماز جہریہ میں امام شافعی و امام احمد جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو حنیفہ و دیگر اہل کوفہ کے نزدیک تامین نماز جہرہ میں سرا مطلق جائز ہے۔ اور استدلال جمہور کا حدیث وائل سے ہے واستدل الجمہور مع مافی حدیث الباب بما رواہ ابو داوٗد عن ابی ھریرۃ کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول کذا فی المحلی شرح الموطأ لمولانا سلام اللہ الحنفی و مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ تنویر العینین می فرمایند، کہ بجہر آمین گفتن اولیٰ است از آہستہ گفتن و عبارہ ھکذا والتحقیق ان الجھر بالتامین اولیٰ من خفضہ انتھی کلامہ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب۔

فائدہ :

در مستدرک حاکم است حدثنا ابو بکر احمد بن سلمان الفقیہ ببغداد ثنا الحسن بن مکرم البزار ثنا روح بن عبادۃ ثنا شعبۃ واخبرنی عبد الرحمن بن الحسن القاضی بھمدان ثنا ابراھیم بن الحسین بن دیزیل ثنا اٰدم بن ابی ایاس ثنا شعبۃ عن عاصم بن سلیمان ان ابا عثمان النھدی حدثہ عن بلال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یستغنی باٰمین ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ وابو عثمان الھندی مخضرم قد ادرک الطائفۃ الاولی من الصحابۃ وھذا بخلاف مذھب احمد بن حنبل فی التامین لحدیث ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا اٰمین وفقہاء اھل المدینۃ قالوا بحدیث سعید وابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ اذا امن الامام فامنوا۔ انتھی ما فی المستدرک۔

فائدہ :

مستدرک حاکم میں ہے، بلال کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لا یستغنی بآمین'' یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے گو انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل ابو ہریرہ کی حدیث بنا پر بلند آواز سے آمین کہتے اور مدینہ کے فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے۔ واضح ہو کہ حاکم نے جو بلال سے روایت نقل کی ہے۔ اس میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلال کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یعنی یہ حدیث حقیقت میں موقوف ہے۔ جسے مرفوع بنا دیا گیا ہے اور دوسری غلطی یہ ہے کہ ''لا تسبقنی بآمین'' (مجھے آمین کہہ لینے دینا ض کے الفاظ کو ''لا یستغنی بآمین'' بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح روایت میں ''لا تسبقنی بامین'' کے لفظ آئے ہیں۔ اور اس کی نظیر ابو ہریرہ کی حدیث ہے۔ جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنے امام علاء بن حضرمی کو آواز دیا کرتے تھے۔ کہ میری آمین فوت نہ ہونے دینا۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے۔ کہ مجھ سے آمین پہلے نہ کہہ لینا اس کی وجہ سے یہ تھی کہ ابو ہریرہ مروان کے مؤذن تھے ابو ہریرہؓ نے مروان سے شرط کرلی تھی کہ میں اس صورت میں مؤذن بنوں گا کہ ولا الضالین میرے نماز شروع کرنے سے پہلے نہ کہہ لینا کیوں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے ذمہ بحیثیت مؤذن یہ ڈیوٹی بھی تھی کہ صفوں کو درست کریں اور اقامت وغیرہ کہیں۔ اور مروان ابو ہریرہؓ کے فارغ ہونے سے پہلے ہی نماز شروع کر دیا کرتا تھا۔ تو ابو ہریرہؓ نے اس لیے یہ شرط کی تھ۔ خلاصہ یہ کہ مستدرک کی روایت سے جو آمین بالجہر کی ممانعت ثابت کرے وہ غلطی پر ہے۔ واللہ اعلم

واضح باد کہ در روایت بلال در لفظ حدیث حاکم دو غلطی واقع شدہ یکے آنکہ مقولہ بلال را منسوب بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ دوم آنکہ بجائے لفظ لا تسبقنی لا یستغنی واقع شدہ و صحیح روایت ایں است حدثنا اسحق بن ابراہیم بن راھویہ انا وکیع عن سفیان عن عاصم عن ابی عثمان عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی باٰمین کما رواہ ابو داوٗد فی سننہ (ترجمہ) بلال گفت اے رسول خدا در آمین گفتن سبقت نفرماید چیزے در قرأت فاتحہ آہستگی نمائید کہ من ہم بمفارقت آمین شما شریک شوم زیرا کہ مرا در اقامت و تسویہ صفت من وجہ دیرے یشود، و نظیر قول بلال قول ابو ہریرہ در صحیح بخاری مذکور است و کان ابو ھریرۃ ینادی الامام ھو العلاء بن الحضرمی کما عند عبد الرزاق لا تفتنی من الفوات ولابن عساکر لا تسبقنی باٰمین من السبق وعند البیھقی کان ابو ھریرۃ یوذن لمروان فاشترط ابو ھریرۃ ان لا یسبقہ بالضالین حتی یعلم انہ دخل فی الصف وکان یشتغل بالاقامۃ وتعدیل الصفوف وکان مروان یبادر الی الدخول فی الصلٰوۃ قبل فراغ ابی ھریرۃ ینھاہ عن ذلک انتھی ما فی اشراد الساری وغیرہ من الشروح البخاری۔

حاصل معنی روایت حاکم ایں است کہ مقتدی بمعیت امام بلا مہلت آمین گوید، زیرا کہ بعہ می نویسد کہ ھذا بخلاف مذھب احمد بن حنبل اہ یعنی نزد احمد تقدم امام و تاخر مقتدی بترتیب بلا مہلت باید، بقرینہ فاء فقولوا و فامنوا زیرا کہ مقتضی فاء ترتیب بلا مہلت است چنں کہ بر متامل ذکی مخفی نہ باشد، ولفظ یستغنی من الغنا فہمیدن و باز یستغنی را بمعنی تیغنی قرار دادن یعنی لا یجہر بآمین مراد گرفتن بناء فاسد علی الفاسد خواہد بود، زیرا کہ استغناء بمعنی تغنی در لغت عرب مستعمل نذہ شدہ و من ادعٰی فعلیہ البیان بلکہ بلاشبہ از غلطی کاتباں بجائے لا تسبقی لا یستغنی واقع شد چہ روایت ابو داوٗد بر آن شاہد عدل است، وہم قول ابو ہریرہؓ مقوی و مساعد است آن راچناں کہ از صحیح بخاری سابق مذکور گردید، وور روایت مستدرک شعبہ است وو روایت ابو داوٗد سفیان است قائم مقام شعبہ باقی عاصم و ابی عثمان نہدی از بلال در مستدرک و ابو داوٗد متوافق اند س اگر غلطی آن محمول بر کتابت نقل کنندگان نباشد، دریں صورت مقابلہ شعبہ باسفیان خواہد بود، درمیان اختلاف روایت حاکم و ابو داوٗد پس چناں کہ سنن ابو داوٗد مقدم خواہد بود بر مستدرک حاکم ہمچناں سفیان مقدم شد بر شعبہ در صورت اختلاف، چنانچہ در باب الرجحان فی الوزن مستفاد یشود حدثنا ابن ابی رزمۃ قال سمعت یقول قال رجل لشعبۃ خالفک سفیان حدثنا احمد بھن حنبل نا وکیع عن شعبۃ قال کان سفیان احفظ منی منتھی ما فی سنن ابی داوٗد۔

خلاصه کلام دریں مقام این است کہ ہر کہ روایت مستدرک حاکم مانع جہر آمین شود مخطی است چہ ازین روایت نفی جہر آمین اصلاً مرتبط نیست و مساسے ندارد، چناں کہ از ما سبق بوضوح پیوست وما علینا الا البلاغ المبین ۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 160۔169

محدث فتویٰ